زنا سے حرمت مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیق جلیل

هبة النساء فی تحقیق المصاهرة بالزناء

۱۳۱۵ھ

تصنیف لطیف

اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا

هبۃ النساء فی تحقیق المصاہرۃ بالزنا

۱۳۱۵ھ

(زنا سے حرمتِ مصاہرہ کے ثبوت میں تحقیقِ جلیل)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۹۵: از بہار محلہ گلی پر مرسلہ سید محمد عبدالسبحان صاحب حنفی دوم شوال مکرم ۱۳۱۵ھ
وبارِ دوم از ملک بنگالہ ضلع ڈھاکہ ڈاکخانہ امیر آباد موضع پیر کاندب مرسلہ محمد زینت علی صاحب ۱۰ شوال مکرم ۱۳۲۵ھ

حضرت اقدس قبلہ وکعبہ دامت برکاتہم، آداب وتسلیم، عرض ہے ایک بات کا جھگڑا بہار شریف میں حضرات حنفیہ سلمہم اللہ ووہابیہ خذلہم اللہ کے درمیان پھیلا ہوا ہے، اس کا جواب جلد تر روانہ فرمائیے۔ زید نے اپنی ساس سے زنا کیا اور اس کی بی بی کو اس کا علم تھا تو اب زید پر وہ بی بی حرام ہوئی یا نہیں؟ اور اگر حرام ہوئی تو ضرورت طلاق دینے کی ہے یا نہیں؟ دوسرے وہ بی بی باوجود علم کے اپنے شوہر زید کے ساتھ رہی اور زید بھی وطی حسبِ دستور کرتا رہا اور بی بی سے اولاد بھی ہوئی تو وہ اولاد بعد فوت زید یا بی بی زید کے ترکہ کی مستحق ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق من الطین بشرا تمام تعریفیں اس ذات کے لیے جس نے مٹی سے بشر کو

وجعل لہ نسبا و صہرا و افضل الصلوۃ والسلام علی سید الانام و آلہ الکرام وصحبہ العظام علی الدوام ۔

پیدا فرمایا اور اس کے لیے نسب اور رشتۂ ازدواج بنایا ، بہترین صلوٰۃ وسلام کائنات کے آقا اور اس کی برگزیدہ آل اور اس کے صحابہ عظام پر دائمی ہو۔(ت)

زوجۂ زید اس پر حرام ہوگئی اگرچہ اسے اس واقعۂ شنیعہ کا علم بھی نہ ہوتا **اقول** وباللہ التوفیق اس کی دلیل جلیل قول مولیٰ عزوجل وتبارک وتعالٰی ہے ،

وربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم[1]

تم پر حرام کی گئیں تمھاری گود کی پالیاں اُن عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم نے صحبت کی پھر اگر تم نے ان سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ۔

اس آیۂ کریمہ میں زنِ مدخولہ کی بیٹی حرام فرمائی اور جس طرح وصف التی فی حجورکم یعنی اس کی گود میں پلنا بالاجماع شرطِ حرمت نہیں مثلاً زید کسی پچیس سال والی عمر کی عورت سے نکاح کرے اور اس کے پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی چاردہ سالہ ہو جسے گود میں پالنا درکنار زید نے آج سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ ہو تو کیا زید کو حلال ہوسکتا ہے کہ اس لڑکی سے بھی نکاح کرلے اور مادر و دختر دونوں کو تصرف میں لائے لا الٰہ الا اللہ یہ ہرگز شریعت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نہیں ، اسی طرح وصف نسائکم یعنی اُن مدخولات کا زوجہ منکوحہ ہونا بھی بالاتفاق شرط نہیں ، کیا پہلے وسطے ماں بیٹی دونوں جس کی کنیز شرعی ہوں اُسے حلال ہے کہ دونوں سے جماع کیا کرے، مادر و دختر دونوں ایک کے پلنگ پر ، عیاذاً باللہ ، یہ شریعت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے کس درجہ بعید ہے ، حالانکہ ہرگز کنیزیں نسائکم میں داخل نہ ان کی بیٹیاں پر ربائبکم صادق ، غالباً ان حراموں کو حلال بتاتے ہوئے غیر مقلد صاحب بھی شرم کریں ، تو ثابت ہوا کہ نکاح جس طرح بحکم تتمۂ آیت فان لم تکونوا دخلتم بھن تحریم دختر کے لیے کافی نہیں یونہی شرط و ضروری بھی نہیں یعنی نہ وہ علت ہے نہ جزءِ علت ، اب آیۂ کریمہ میں نہ رہا مگر التی دخلتم بھن یعنی اُن عورتوں کی بیٹیاں جن کے ساتھ تم نے صحبت کی ، معلوم ہوا صرف اسی قدر علتِ تحریم ہے اور یہ قطعاً مرضیہ میں بھی ثابت کہ وہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ اس نے صحبت کی ، لاجرم بحکم آیت اس کی بیٹی اُس پر حرام ہوگئی ، نظیر اس کی اسی بیانِ محرمات میں قولہ عزشانہ ہے وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم[2] ہے حرام کی گئیں تم پر تمھارے اُن بیٹوں کی جوروئیں جو تمھاری پشت سے ہیں کہ جس طرح الذین من اصلابکم یعنی بیٹے کا اس کی پشت سے ہونا اخراج متبنی کے لیے ہے نہ اخراج بیٹوں

---

[1] و [2] القرآن ۴/۲۳

صلب کے واسطے، یونہی وصف حلائل یعنی بیٹے کی جورو ہونا بھی ملحوظ نہیں، بیٹے کی کنیز مدخولہ بھی ضرور حرام ہے اور وہ لفظ حلیلہ میں داخل نہیں، اور اگر اشتقاقی معنی لیجئے یعنی جو بیٹے پر حلال ہے تو اب عموم تحریم کیا ضرور ہے کہ کر بیٹے کی کنیز مطلقاً حرام نہیں جب تک مدخولہ نہ ہو، یہی حال وامہات نسائکم[1] کا ہے کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری عورتوں کی مائیں، یہاں پر بھی وصف زوجیت قید نہیں کہ کنیز مدخولہ کی ماں بھی بدلیل مذکور بالاتفاق حرام، بعینہٖ اسی دلیل سے ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم من النساء[2] (اپنے باپوں کی منکوحہ بیویوں سے نکاح نہ کرو۔ ت) میں اگر نکاح بمعنی عقد لیجئے تو عقد غیر مفید، اور بمعنی وطی لیجئے تو وہی ہمارا عین مذہب، بالجملہ ان سب مواضع میں مطمح نظر صرف مدخولہ ہونا ہے اگرچہ بلانکاح ولیس، اب دخلتم بھن میں مولٰی عزوجل نے دخول حلال وحرام کی کوئی قید ذکر نہ فرمائی اور اس کے اطلاق میں دونوں داخل، تو جو مدعی تخصیص ہو دلیل پیش کرے اور دلیل کہاں بلکہ دلیل اس کے خلاف پر قائم، کیا جس نے اپنی منکوحہ سے صرف حالت حیض یا نفاس یا صوم یا اعتکاف یا احرام میں صحبت کی اس کی بیٹی اس پر قطعاً اجماعاً حرام ہوگئی حالانکہ یہ دخول حرام تھا بلکہ علمائے کرام نے بہت وہ صورتیں ذکر فرمائیں جن میں دخول تو دخول، عورت بھی کو اس کے لیے حلال نہیں کہہ سکتے اور اس سے وطی بالاتفاق موجب تحریم دختر موطؤہ ہو جاتی ہے مثلاً ایک کنیز دو مولٰی میں مشترک ہے ان میں سے جو اس سے مقاربت کرے گا دختر کنیز اس پر حرام ہو جائے گی، یونہی اپنے پسر کی کنیز یا اپنی کنیز کافرہ غیر کتابیہ یا اپنی اس عورت سے جماع جس سے ظہار کیا اور کفارہ نہ دیا، یہ سب بالاتفاق ان عورتوں کی بنات کو حرام کر دیتی ہیں حالانکہ یہ عورات سرے سے خود ہی حلال نہ تھیں۔

اقول ان مسائل سے مسئلہ زنِ مظاہرہ تو استثناء بالاتفاق کا بھی محتاج نہیں کہ اس پر خود قرآن عظیم دلیل شافی، ظہار بنص قرآن مزیل نکاح نہیں تو زن مظاہرہ بلاشبہہ نسائکم میں داخل، اور بعد وطی دخلتم بھن بھی حاصل، تو قطعاً اس کی دختر کو حکم حرمت شامل، زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور قبل صحبت ظہار کر لیا بعدہٗ مشغول بجماع ہوا اور کفارہ نہ دیا، کیا اس صورت میں اسے روا ہے کہ ہندہ کی بیٹی سے بھی نکاح کرلے، حاشا یہ شریعت محمد رسول اللہ نہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم، حالانکہ بعد ظہار عورت بنص قرآن اس پر حرام ہوگئی اور جب تک کفارہ نہ دے اسے ہاتھ لگانا جائز نہ تھا، تو ثابت ہوا کہ نہ نکاح شرط نہ وطی کا بروجہ حلال ہونا لازم بلکہ مناط حرمت صرف وطی ہے اور حاصل آیت کریمہ یہ کہ جس عورت سے تم نے کسی طرح صحبت کی اگرچہ بلانکاح اگرچہ بروجہ حرام، اس کی بیٹی تم پر حرام ہوگئی، یہی ہمارے ائمہ کرام کا مذہب، اور یہی اکابر صحابہ کرام مثل حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم وحضرت علامہ صحابہ عبداللہ بن مسعود وحضرت عالم القرآن عبداللہ بن عباس وحضرت اقرؤ الصحابہ

---

[1] القرآن ۴/۲۳

[2] القرآن ۴/۲۲

ابی بن کعب وحضرت عمران بن حصین وحضرت جابر بن عبداللہ وحضرت صفیہ چار خلافت صدیقہ بنت الصدیق محبوبہ محبوب رب العالمین صلے اللہ تعالٰی علیہ وعلیہم اجمعین وجماہیر ائمہ تابعین مثل حضرات امام حسن بصری و افضل التابعین سعید بن المسیب وامام اجل ابراہیم نخعی وامام عامر شعبی وامام طاؤس وامام عطا بن ابی رباح و امام مجاہد وامام سلیمٰن بن یسار وامام حماد اور اکابر مجتہدین مثل امام عبدالرحمان اوزاعی وامام احمد بن حنبل و امام اسحاق بن راہویہ اور ایک روایت میں امام مالک بن انس کا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین۔

اقول معہذا نکاح معنی وطی میں حقیقت ہے یا مجاز متعارف قال قائلھم (شاعر نے کہا) ؎

الناکحین علی طھر نساءھم ۔۔۔۔۔ والناکحین بشطی دجلۃ البقرا

(بیویوں کو طہر کی حالت میں چھوڑنے والے دجلہ کے کنارے گائے سے وطی کرتے ہیں۔ت)

وقال اٰخر (ایک دوسرے شاعر نے کہا) ؎

کبکر تحب لذیذ النکاح ۔۔۔۔۔ وتھرب من صولۃ الناکح

(باکرہ کی طرح کہ وہ جماع کی لذت کو پسند کرتی ہے اور خاوند کے حملے سے فرار کرتی ہے۔ت)

تو کریمہ لاتنکحوا ما نکح اٰباؤکم (اپنے باپوں کی منکوحہ عورتوں سے نکاح نہ کرو۔ت) میں لا اقل محتمل تو ضرور اور امر فروج میں احتیاط واجب تو جانب تحریم ہی غالب، بلکہ اصل فروج میں حرمت ہے، تو جب تک حل ثابت نہ ہو حرمت ہی پر حکم ہوگا پھر مصاہرت مصاہرت میں فرق نہیں تو نفس جماع ہی اگرچہ بروجہ حرام بلا نکاح ہو علت تحریم رہے گا،

ولعلک ان رجعت الی کلماتھم دریت ان تقریر الدلیل علی ھذا الوجہ احسن مما قیل اذلا یرد علیہ ما افادہ فی الفتح بل ھو احکم عندی من الکلام الاول ایضا کما یرشدک الیہ ماذکرتہ ھھنا علی ھامشہ وباللہ التوفیق۔

ہوسکتا ہے کہ جب آپ فقہاء کرام کے کلام کی طرف رجوع کریں تو آپ سمجھ جائیں کہ دوسرے قول کے مقابلہ میں دلیل کی یہ تقریر زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس پر فتح کا بیان کردہ اعتراض نہ ہوگا، بلکہ میرے نزدیک یہ پہلے کلام سے بھی اصح ہے جیسا کہ اس کے حاشیہ پر یہاں میرا ذکر کردہ بیان تیری رہنمائی کرے گا، اللہ تعالٰی سے ہی توفیق ہے۔(ت)

مخالف کے پاس اس کی حلت پر کوئی دلیل نہیں مگر حدیث لا یحرم الحرام الحلال[1] حرام حلال کو حرام

---

[1] سنن الکبرٰی للبیہقی باب الزنا لایحرم الحلال دارصادر بیروت ۷/۱۶۹

نہیں کرتا۔ مگر یہ حدیث کس طرح مخالف کی دلیل ہوسکے جبکہ سخت ضعیف وساقط وناقابلِ احتجاج ہے، بیہقی باآنکہ انصارِ شافعیت میں اہتمام شدید رکھتے ہیں اسے حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کرکے تضعیف کردی کما فی التیسیر شرح الجامع الصغیر[1] (جیساکہ جامع صغیر کی شرح تیسیر میں ہے۔ ت)

اقول دلیلِ ضعف کو یہی کافی کہ ام المومنین خود قائلِ حرمت کما تقدم (جیساکہ گزرا۔ ت)، اگر اس باب میں خود ارشادِ اقدس حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم سُنے ہوتیں تو خلاف کے کیا معنے تھے لاجرم امام احمد نے فرمایا نہ وُہ ارشادِ اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے نہ اثرِ ام المومنین، بلکہ عراق کے کسی قاضی کا قول ہے کما فی الفتح[2] (جیساکہ فتح میں ہے۔ ت)، روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما میں عثمٰن بن عبدالرحمن وقاصی ہے جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قاتل عمرو بن سعد کا پوتا ہے۔ امام بخاری نے فرمایا ترکوہ[3] محدثین نے اسے متروک کردیا۔ امام ابوداؤد نے فرمایا لیس بشیئ[4] کوئی چیز نہیں۔ امام علی بن مدینی نے سخت ضعیف[5] بتایا۔ نسائی ودارقطنی نے کہا متروک[6] ہے۔ حتی کہ امام یحیٰی بن معین نے فرمایا یکذب[7] جھوٹ بولتا ہے۔

اقول یہی عثمٰن حدیث ام المومنین صدیقہ کا بھی راوی ہے۔ روایت ابن حبان کتاب الضعفاء میں یُوں ہے،

حدثنا الحسن بن سفین نا اسحٰق بن بھلول نا عبد اللّٰہ بن نافع نا المغیرۃ بن اسمٰعیل بن ایوب بن سلمۃ عن عثمٰن بن عبدالرحمٰن عن

ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سفیان نے، انھوں نے اسحاق بن بہلول سے، انھوں نے عبداللہ بن نافع سے، انھوں نے مغیرہ بن اسمٰعیل بن ایوب بن سلمہ سے، انھوں نے عثمان بن عبدالرحمان سے، انھوں نے

---

[1] التیسیر شرح الجامع الصغیر حرف لا مکتبہ امام شافعی ریاض سعودیہ ۲/۵۰۳
[2] فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۱۲۹
[3] کتاب الضعفاء الصغیر مع التاریخ الصغیر باب العین مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل ص ۲۸۰
میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ ۵۵۳۱ دار المعرفۃ بیروت ۳/۴۳
[4] فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۱۲۸
[5] میزان الاعتدال حرف العین ترجمہ ۵۵۳۱ دار المعرفۃ بیروت ۳/۴۳
[6] و [7] " " " " "

ابن شہاب الزہری عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن الرجل یتبع المرأۃ حراما اینکح ابنتہا او یتبع الابنۃ حراما اینکح امہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحرم الحرام الحلال انما یحرم ماکان بنکاح حلال۔

امام ابن شہاب زہری سے، انھوں نے عروہ سے، انھوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے، انھوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا گیا کہ کوئی شخص کسی عورت سے حرامکاری کرے تو کیا وہ اس عورت کی بیٹی یا ماں سے نکاح کرسکتا ہے! تو آپ نے فرمایا حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا، حلال نکاح ہی حرام بناتا ہے۔ (ت)

ابن حبان نے اسے روایت کرکے کہا:

عثمان بن عبدالرحمٰن ھو الوقاصی یروی عن الثقات الاشیاء الموضوعات لا یجوز الاحتجاج بہ۔[1]

عثمان بن عبدالرحمٰن وہی وقاصی ہے ثقات سے موضوع خبریں روایت کردیتا ہے اس سے سند لانا حلال نہیں۔ (ت)

ہاں سنن ابن ماجہ میں روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما یوں آئی:

حدثنا یحیٰی بن معلی بن منصور ثنا اسحٰق بن محمد الفروی ثنا عبداللہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لایحرم الحرام الحلال۔[2]

ہمیں حدیث بیان کی یحیٰی بن معلی بن منصور نے انھوں نے اسحٰق بن محمد فروی سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے انھوں نے نافع سے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: حرام، حلال کو حرام نہیں بناتا۔ (ت)

اوّلاً اس میں اسحٰق بن ابی فروہ متکلم فیہ ہیں۔ امام عبدالحق نے احکام میں حدیث کو ذکر کرکے فرمایا: فی اسنادہ اسحٰق بن ابی فروۃ وھو متروک[3] اس کی سند میں اسحاق بن ابی فروہ ہے اور وہ متروک ہے، نقلہ عنہ المحقق فی الفتح (اسے فتح میں شیخ محقق نے اس سے نقل کیا ہے۔ ت) امام ابوالفرج نے

---

[1] العلل المتناہیۃ بحوالہ ابن حبان حدیث ۱۰۲۱ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۲/ ۱۳۶

[2] سنن ابن ماجہ باب لایحرم الحرام الحلال ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۴۹

[3] فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۲۸

علل متناہیہ میں فرمایا :

فقد رواہ اسحٰق بن محمد الفروی عن عبد اللّٰہ بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم لایحرم الحرام الحلال قال یحیٰی الفروی کذاب وقال البخاری ترکوہ[1]۔ انتہی

یعنی یہ حدیث اسحٰق بن محمد فروی نے بسند خود حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا : حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔ امام یحیٰی بن معین نے فرمایا : فروی کذاب ہے۔ امام بخاری نے فرمایا محدثین کے نزدیک متروک ہے۔ انتہی

واناا**قول** وباللّٰہ التوفیق سبحٰن من لاینسٰی (اور میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی سے ہی توفیق ہے پاک ہے وہ ذات جو بھولتی نہیں۔ ت) حافظین جلیلین عبد الحق و ابی الفرج کو التباس واقع ہوا اسحٰق بن ابی فروہ خواہ اسحٰق فروی، دو ہیں، ایک اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی فروہ تابعی معاصر و تلمیذ امام زہری رجال ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ سے، یہی متروک ہے، اسی کو امام بخاری نے ترکوہ فرمایا کما فی تہذیب التہذیب و میزان الاعتدال وغیرہما (جیسا کہ تہذیب التہذیب اور میزان الاعتدال وغیرہما میں ہے۔ ت) تہذیب التہذیب میں ہے : قال ابوزرعة وجماعة متروک[2] (ابوزرعہ اور ایک جماعت ائمہ نے فرمایا : متروک ہے۔ ت) میزان میں ہے :

لو ار احدا امشاہ وقال ابن معین وغیرہ لایکتب حدیثہ[3]۔

میں نے کسی کو نہ دیکھا کہ اسے رواں کیا یعنی اُس کی روایت کو کچھ بھی معتبر سمجھا ہو۔ امام ابن معین وغیرہ نے فرمایا اُس کی حدیث لکھی تک نہ جائے۔

دونوں کتابوں میں ہے :

نھی احمد بن حنبل عن حدیثہ وقال ابراھیم الجوزجانی سمعت احمد بن حنبل یقول لاتحل الروایۃ عندی عن اسحٰق

امام احمد بن حنبل نے اُس کی حدیث نقل کرنے سے منع فرمایا، ابراہیم جوزجانی نے کہا میں نے امام احمد بن حنبل کو فرماتے سُنا کہ میرے نزدیک اسحٰق بن ابی فروہ

---

[1] العلل المتناہیہ حدیث ١٠٣١ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور ٢/١٣٩

[2] تہذیب التہذیب حرف الالف ترجمہ ٤٤٩ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ١/٢٤١

[3] میزان الاعتدال " " ٧٦٨ دارالمعرفۃ بیروت ١/١٩٣

بن ابی فروة۔[1] ~~~ سے روایت حلال نہیں۔

امام ترمذی نے ابواب الفرائض باب ماجاء فی ابطال میراث القاتل میں حدیث،

القاتل لایرث[2] بطریق اسحق بن عبد اللہ عن الزھری عن حمید بن عبد الرحمٰن عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرکے فرمایا ھذا حدیث لایصح و اسحق بن عبد اللہ[3] بن ابی فروة قد ترکہ بعض اھل العلم منھم احمد بن حنبل[4]

قاتل وارث نہیں ہوگا، اس حدیث کو اسحٰق بن عبد اللہ، انھوں نے زہری انھوں نے حمید بن عبد الرحمٰن انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرکے فرمایا یہ حدیث صحیح نہیں کہ اسحٰق بن عبد اللہ بن ابوفروہ کو بہت سے اہل علم نے متروک قرار دیا ان میں سے امام احمد بن حنبل ہیں (ت)

ابوالفرج نے موضوعات میں حدیث،

الصبحة تمنع الرزق[5] بطریق اسمٰعیل بن ابی عیاش عن ابن ابی فروة عن محمد بن یوسف عن عمرو بن عثمٰن بن عفان عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرکے کہا ھذا حدیث لایصح و ابن ابی فروة متروک[6] (ملخصاً)

الصبحة تمنع الرزق (صبح کو سونا رزق کی (برکت) کے لیے مانع ہے) والی حدیث کو اسمٰعیل بن عیاش انھوں نے ابن ابی فروہ انھوں نے محمد بن یوسف انھوں نے عمرو بن عثمان بن عفان انھوں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرکے کہا یہ صحیح نہیں کیونکہ ابن ابی فروہ متروک ہے ملخصاً (ت)

امام خاتم الحفاظ نے لآلی میں اس پر تقریر فرمائی اور تعقبات میں بھی اس جرح پر جرح کی، غرض یہ بالاتفاق متروک ہے مگر قدیم ہے ۱۴۴ھ میں انتقال کیا قالہ ابن ابی فدیک[7] (یہ ابن ابی فدیک نے کہا ہے۔ ت) یا ۱۳۶ھ میں کما قالہ ابن سعد وغیر واحد وھذا ھو الصحیح[8] کما فی تھذیب

---

[1] میزان الاعتدال حرف الالف ترجمہ ۷۹۰ دار المعرفة بیروت ۱/۱۹۳
تہذیب التہذیب ترجمہ ۴۴۹ حیدر آباد دکن ۱/۲۴۱

[2] جامع الترمذی باب ماجاء فی ابطال میراث القاتل امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۳۲

[3] " " ابواب الفرائض " " " " " " " "

[4] " " " " " " " " "

[5] موضوعات ابن جوزی کتاب النوم نوم الصبحة دار الفکر بیروت ۳/۶۸

[6] " " " " ۳/۶۸

[7] تہذیب التہذیب حرف الالف ترجمہ ۴۴۹ دائرة المعارف النظامیہ حیدر آباد دکن ۱/۲۴۲

[8] " " " " " " " "

التہذیب (جیسا کہ اس کو ابن سعد اور بہت سے حضرات نے بیان کیا ہے یہی صحیح ہے جیسا کہ تہذیب التہذیب میں ہے۔ ت) یحیی بن معل نے کہ طبقہ حادیہ عشرہ سے ہیں اسے کہاں پایا۔

دوم اس کے بھائی کے پوتے اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل بن عبداللہ بن ابی فروہ یہ تبع تابعین سے بھی نہیں، ان کے تلامذہ سے ہیں، رجال بخاری و ترمذی و ابن ماجہ سے، امام بخاری کے استاذ ہیں، ۲۲۶ھ میں انتقال کیا، یہ ہرگز متروک نہیں۔ امام بخاری نے خود جامع صحیح میں ان سے روایت کی تو وہ ان کی نسبت ترک کیونکر فرماتے، ابن حبان نے انھیں ثقات میں ذکر کیا، اور ابوحاتم وغیرہ نے صدوق کہا، البتہ کلام سے خالی یہ بھی نہیں۔ امام نسائی نے کہا ثقہ نہیں۔ امام دارقطنی نے کہا ضعیف ہیں۔ ائمہ محدثین امام بخاری پر ان سے روایت کرنے میں معترض ہیں۔ امام ابوحاتم نے کہا مضطرب الحدیث ہیں آنکھیں جانے کے بعد یہ حال رہا ہو تا کہ جیسا کوئی سکھا دیتا ویسے ہی روایت کرنے لگے۔ عقیلی نے کہا امام مالک سے بکثرت وہ حدیثیں روایت کیں جن پر اُن کا کوئی متابع نہیں۔ امام ابوداؤد نے سخت ضعیف کہا۔ امام الشان نے فرمایا آنکھیں جا کر حفظ خراب ہو گیا تھا۔ امام حافظ عبدالعظیم منذری کی ترغیب میں ہے:

اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل بن ابی فروۃ الفروی صدوق روی عنہ البخاری فی صحیحہ وقال ابوحاتم وغیرہ صدوق، وذکرہ ابن حبان فی الثقات ووھاہ ابوداؤد وقال النسائی لیس بثقۃ۔[1]

اسحٰق بن محمد بن اسمٰعیل بن ابی فروۃ الفروی صدوق ہے۔ اس سے بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے، اور ابوحاتم وغیرہ نے کہا یہ صدوق ہے، اس کو ابن حبان نے ثقہ راویوں میں شمار کیا ہے، اور ابوداؤد نے اس کو کمزور بتایا ہے، اور نسائی نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے۔ ت

میزان الاعتدال میں ہے:

ھو صدوق فی الجملۃ، صاحب حدیث، قال ابوحاتم صدوق ذھب بصرہ فربما لقن وکتبہ صحیحۃ، وقال مرۃ مضطرب، وقال العقیلی جاء عن مالک باحادیث کثیرۃ لایتابع علیھا، وذکرہ ابن حبان فی

وہ مجموعی طور پر صدوق ہے اور صاحب حدیث ہے۔ ابوحاتم نے کہا کہ یہ صدوق ہے اور اس کی نظر ضائع ہو گئی تھی اور بعض اوقات دوسرے کی بات مان لیتا تھا اور اس کی کتب حدیث صحیح ہیں، اور انھوں نے کبھی اس کو مضطرب قرار دیا ہے۔ اور عقیلی نے کہا کہ اس نے امام مالک سے کثیر روایات ذکر کیں لیکن ان کی

---

[1] الترغیب والترہیب باب ذکر الرواۃ المختلف فیھم الخ مصطفی البابی مصر ۴/۵۶۶

الثقات وقال النسائی لیس بثقۃ، وقال الدارقطنی لا یترک، وقال ایضا ضعیف قد روی عنہ البخاری ویوبخونہ من ھذا، وکذا ذکرہ ابوداؤد ووھاہ جدا۔[1]

تائید ہوتی، اور اس کو ابن حبان نے ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے۔ اور نسائی نے کہا کہ ثقہ نہیں ہے، اور دارقطنی نے کہا کہ یہ متروک نہیں اور ضعیف بھی کہا ہے۔ اور بخاری نے اس سے روایت کیا ہے اس وجہ سے امام بخاری پر طعن بھی ہوا ہے، ابوداؤد نے یوں ہی کہا اور اس کو سخت کمزور قرار دیا۔ (ت)

تقریب میں ہے: صدوق تکلم فیہ لحفظہ[2] (صدوق ہے، اس کا حفظ کمزور ہوگیا تھا۔ ت)

تہذیب التہذیب میں ہے: قال البخاری مات سنۃ ۲۲۶ھ[3] (امام بخاری رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا وہ ۲۲۶ھ میں فوت ہوا۔ ت) پُر ظاہر کہ اس حدیث کے راوی ہیں اسحٰق بن محمد فروی متکلم فیہ ہیں نہ کہ وہ اسحٰق بن عبداللہ فروی متروک۔ بہرحال ایک موضع کلام تو اس کی سند میں یہ ہے۔

ثانیاً اقول دوسرا محل کلام اسحٰق مذکور کے شیخ عبداللہ ہیں سب ائمہ محدثین کا ان میں کلام معروف ہے، امام ترمذی نے باب فیمن یستیقظ فیری بللا ولا یذکر احتلاما (باب جو نیند سے بیدار ہو کر کپڑے پر رطوبت پائے مگر احتلام یاد نہ ہو۔ ت) میں ایک حدیث ان سے روایت کرکے فرمایا:

عبداللہ ضعفہ یحیٰی بن سعید من قبل حفظہ فی الحدیث[4]

عبداللہ کو امام یحیٰی بن سعید قطان نے نقصانِ حافظہ کی رُو سے حدیث میں ضعیف بتایا۔

اُسی کے ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی الوقت الاول من الفضل (ابواب الصلوٰۃ، باب اول وقت کی فضیلت کے بیان میں۔ ت) میں ہے:

عبداللہ بن عمر العمری لیس ھو بالقوی عند اھل الحدیث[5]

عبداللہ بن عمر العمری محدثین کے نزدیک چنداں قوی نہیں۔

امام نسائی نے کہا قوی نہیں۔ امام علی بن مدینی نے کہا ضعیف ہیں۔ ابن حبان نے کہا:

کان ممن غلب علیہ الصلاح والعبادۃ حتی

صلاح وعبادت نے ان پر یہاں تک غلبہ کیا کہ حفظ

---

[1] میزان الاعتدال حرف الالف ترجمہ ۵۵۰ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۱۹۹

[2] تقریب التہذیب " ترجمہ ۳۸۱ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱/۴۴

[3] تہذیب التہذیب " ترجمہ ۴۶۶ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن ۱/۲۴۸

[4] جامع الترمذی ابواب الطہارۃ باب فیمن یستیقظ ویری بللا الخ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۶

[5] " " باب ماجاء فی الوقت الاول الخ " " " ۱/۲۴

غفل عن حفظ الاخبار وجودۃ الحفظ للاٰثار | احادیث سے غافل ہوئے حدیثیں خوب یاد نہ رہیں
فلما فحش خطؤہ استحق الترک[1]۔ | جب خطا بکثرت واقع ہوئی۔ ترک کے مستحق ہوگئے۔

امام احمد و یحیٰی سے ان کی توثیق کے اقوال بھی ہیں مگر قولِ فیصل یہ قرار پایا کہ حافظ الشان نے تقریب میں فرمایا:
ضعیف عابد[2] (کمزور عابد ہے۔ ت)

ثالثاً اقول اس حدیث سے جواب کو وہی آیہ کریمہ و مسئلہ زنِ مظاہرہ کافی ظہار میں جماع حرام تھا پھر اس نے مظاہرہ کی دختر حلال کو کیونکر حرام کردیا۔

رابعاً یہ حدیث جس طرح ابن ماجہ نے روایت کی کہ اگر کچھ قابلِ ذکر ہے تو یہی، اگر اس کے ضعفِ سند سے قطع نظر بھی کی جائے تو اس میں کوئی قصہ سوال اُس حدیث متروک و ساقط کی طرح نہیں صرف اتنا بیان ہے کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا، یہ اپنے ظاہر پر تو یقیناً صحیح نہیں، کیا اگر قلیل پانی یا گلاب میں شراب یا پیشاب ڈال دیں تو اسے حرام نہ کردیں گے!

اقول کیا کوئی اگر زنا سے جنب ہو تو اسے نماز و قراءتِ قرآن و دخولِ مسجد و طوافِ کعبہ حلال تھے حرام نہ ہوجائیں گے! کیا اگر کوئی غاصب کسی مظلوم کی بکری کا گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو اس کا یہ فعل کہ اگر اپنے مال کے ساتھ ہوتا جب بھی بوجہ اضاعتِ مال حرام تھا اور مال غیر کے ساتھ تلف حرام در حرام اس حلال جانور کو حرام نہ کردے گا! کیا اگر کوئی شخص اپنی عورت کو ایک ہفتہ میں تین طلاقیں دے خصوصاً ایامِ حیض میں تو اس فعل حرام در حرام سے وہ زنِ حلال اس پر حرام نہ ہوجائے گی! صدہا صورتیں ہیں جن میں حرام حلال کو حرام کردیتا ہے، تو یہ اطلاق کیونکر مراد ہوسکتا ہے، لاجرم تاویل سے چارہ نہیں کہ حرام من حیث ہو حرام حلال کو حرام نہیں کرتا۔

اقول یعنی بول و شراب نے جو آب و گلاب کو حرام کیا نہ بوجہ اپنی حرمت کے بلکہ اس جہت سے کہ یہ نجس تھے اس سے مل کر اسے بھی نجس کردیا، اب اس کی نجاست باعثِ حرمت ہوئی، اور اگر کوئی شئے طاہر حرام کسی حلال میں ایسی مل جائے کہ تمیز ناممکن ہو تو ہم تسلیم نہیں کرتے کہ وہ حلال خود حرام ہوگیا بلکہ حلال اپنی حلت پر باقی ہے اور مخلوط کا تناول اس لیے ناجائز کہ بوجہ اختلاط اس کا تناول تناولِ حرام سے خالی نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اگر جدا ہوسکے اور جدا کرلیں تو حلال بدستور اپنی حلت پر ہو کما لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) یونہی زنا نے نماز وغیرہ کو اس حیثیت سے حرام نہ کیا کہ وہ زنا ہے کہ خصوصیتِ زنا کو اس میں کیا دخل، بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ

---

[1] میزان الاعتدال | حرف العین | ترجمہ ۴۲۴۴ | دار المعرفۃ بیروت | ۲/۶۵۴
[2] تقریب التہذیب | " | ۳۵۰۰ | دار الکتب العلمیہ بیروت | ۱/۵۱۶

فرج مشتہی میں ایلاج مشتہی ہے وقس علی ذلک البواقی (باقی کو اسی پر قیاس کرو۔ت) اب ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور حدیث ہم پر وارد نہیں، یہاں بھی عورت سے زنا کرنے نے دختر زن کو اس بنا پر حرام نہ کیا کہ وہ زنا ہے کہ خصوصیت زنا کو اس میں کچھ دخل نہیں بلکہ اسی حیثیت سے حرام کیا کہ وہ وطی وادخال ہے تو دخلتم بھن صادق آیا اور دختر موطوءہ کی حرمت لایا تو اس حدیث ضعیف میں بھی مخالف کے لیے اصلاً حجت نہیں وللہ الحمد، محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں یہاں بعض احادیث اپنے مذہب کی مؤیدات ذکر فرمائیں از انجملہ:

قال رجل یا رسول اللہ انی زنیت بامرأۃ فی الجاھلیۃ افانکح ابنتھا قال لا اری ذلک ولا یصلح ان تنکح امرأۃ تطلع من ابنتھا علی ما تطلع علیہ منھا۔[1]

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کیا تھا اس کی بیٹی سے نکاح کرلوں۔ فرمایا: میری رائے نہیں اور نہ ایسا نکاح جائز ہے کہ تو بیٹی کی اس چیز پر مطلع ہو جس چیز پر اس کی ماں کی مطلع تھا۔

اقول نیز اس کے مؤید ہے وہ حدیث کہ غایۃ سمعانیہ میں حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

من نظر الی فرج امرأۃ بشھوۃ حرمت علیہ امھا وبنتھا۔[2]

جو کسی عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھے اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہوجائیں۔

دوسری حدیث میں ہے:

ملعون من نظر الی فرج امرأۃ وبنتھا۔[3]

ملعون ہے جو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی فرج دیکھے۔

عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی:

من نظر الی فرج امرأۃ وبنتھا لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ۔[4]

جو کسی عورت اور اس کی دختر دونوں کی فرج دیکھے اللہ تعالٰی روز قیامت اس پر نظر رحمت نہ کرے۔

---

[1] فتح القدیر فصل فی بیان المحرمات نوریہ رضویہ سکھر ٣/١٢٩
[2] البنایہ شرح الہدایہ فصل فی نکاح المحرمات مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ ٢/١٢١
[3] " " " " " "
[4] کنز العمال بحوالہ مصنف عبدالرزاق حدیث ٤٥٧٠٥ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ١٦/٥١٧

نیز مصنف میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے:

فی الذی یزنی بام امرأتہ قال حرمتا علیہ[1] واللہ تعالٰی اعلم

یعنی اپنی ساس سے زنا کرنے والے کی نسبت فرمایا کہ اس پر ساس اور عورت دونوں حرام ہوگئیں۔

اس حُرمت کے پیدا ہونے سے مرد و زن کو جُدا ہوجانا اور اس نکاح فاسد شدہ کا فسخ کر دینا فرض ہو جاتا ہے مگر خود بخود نکاح زائل نہیں ہوجاتا، یہاں تک کہ شوہر جب تک متارکہ نہ کرے اور بعد متارکہ عدت نہ گزرے عورت کو روا نہیں کہ دوسرے سے نکاح کرے، اور قبل متارکہ شوہر کا اس سے وطی کرنا حرام ہوتا ہے مگر زنا نہیں کہ نکاح باقی ہے، ولہذا اُس وطی سے جو اولاد پیدا ہو صحیح النسب ہے ایسے نکاح کے ازالہ کو جو الفاظ کہے جائیں طلاق نہیں بلکہ متارکہ کہلاتے ہیں اگرچہ بلفظ طلاق ہوں یہاں تک کہ ان سے عدد طلاق کم نہیں ہوتا۔ درمختار میں ہے:

بحرمۃ المصاھرۃ لایرتفع النکاح حتی لایحل لہا التزوج بآخر الابعد المتارکۃ وانقضاء العدۃ والوطئ بہا لایکون زنا[2]۔

حرمتِ مصاہرۃ سے نکاح ختم نہیں ہوتا لہذا دوسرے شخص سے نکاح نہیں کر سکتی جب تک خاوند متارکہ نہ کرے اور عدت نہ گزر جائے۔ اس دوران اگر خاوند نے وطی کی تو وہ زنا نہیں ہوگا۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قال فی الذخیرۃ ذکر محمد فی نکاح الاصل ان النکاح لایرتفع بحرمۃ المصاھرۃ والرضاع بل یفسد حتی لووطئہا الزوج قبل التفریق لایجب علیہ الحد اشتبہ علیہ اولم یشتبہ[3]۔

ذخیرہ میں ہے امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے اصل یعنی مبسوط کی بحث نکاح میں ذکر فرمایا کہ حرمتِ مصاہرت اور حرمتِ رضاعت کی بناء پر نکاح ختم نہیں ہوتا بلکہ فاسد ہوتا ہے لہذا اگر خاوند نے تفریق سے قبل وطی کرلی تو اس پر زنا کی حد نہیں ہوگی، اس کو کوئی اشتباہ ہو یا نہ ہو۔ (ت)

اسی میں ہے:

قال فی الحاوی والوطئ فیہا لایکون زنا

حاوی میں ہے کہ اس مدت میں وطی کو زنا نہ کہا جائیگا

---

[1] کنز العمال بحوالہ مصنف عبدالرزاق حدیث ۴۵۶۹۹ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۶/ ۵۱۶

[2] درمختار کتاب النکاح فصل فی المحرمات مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۱۸۸

[3] ردالمحتار " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۲۸۳

لانه مختلف فیه وعلیه مهر المثل بوطئها بعد الحرمة ولاحد علیه ویثبت النسب[1]

کیونکہ یہ بات مختلف فیہ ہے جبکہ بیوی کے حرام ہونے کے بعد وطی کرنے سے مہر مثل لازم ہوگا اور بچہ ہوا تو اس کا نسب ثابت ہوگا اور اس پر حدِ زنا نہ ہوگی (ت)

اسی میں ہے:

فی البزازیة المتارکة فی الفاسد بعد الدخول لاتکون الا بالقول کخلیت سبیلك او ترکتك ومجرد انکار النکاح لایکون متارکة اما لو انکر وقال ایضا اذهبی وتزوجی کان متارکة والطلاق فیه متارکة لکن لاینقص به عدد الطلاق[2]

بزازیہ میں ہے کہ فاسد نکاح میں دخول کے بعد متارکہ صرف زبانی ہو سکتا ہے، مثلاً یہ کہے میں نے تجھے نکاح سے آزاد کیا یا یُوں کہے میں نے تجھے چھوڑ دیا، اور صرف سابقہ نکاح سے انکار کو متارکہ نہ کہا جائے گا، ہاں اگر انکار کے ساتھ یہ بھی کہے کہ جا نکاح کر، تو متارکہ ہو جائے گا، اور اس موقعہ پر طلاق دینے سے متارکہ ہو جائے گا لیکن اس سے عددِ طلاق کم نہ ہوگا۔ (ت)

اور یہیں سے ظاہر ہُوا کہ اس حالت میں اگر شوہر نے نہ چھوڑا اور ناجائز طور پر ہندہ سے وطی کرتا رہا اور اولاد ہوئی تو وہ اولاد اپنے ماں باپ دونوں کی وارث ہے، ماں کی وراثت تو ظاہر کہ اولادِ زنا بھی اپنی ماں کی میراث پاتی ہے کما نصوا علیه والمسألة فی الدر وغیرہ (جیسا کہ فقہاء کرام نے اس پر نص کی ہے اور یہ مسئلہ دُر وغیرہ میں ہے۔ ت) اور باپ کی وراثت یوں کہ ابھی منقول ہو چکا کہ ایسی حالت کی اولاد ولد الزنا نہیں صحیح النسب ہے، ہاں زن و شو ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ واللہ سبحانہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔